بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: آجکل اداروں کی طرف سے ملنے والے پراویڈنٹ فنڈ کا کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ پراویڈنٹ فنڈ در حقیقت تین طرح کی رقوم کا مجموعہ ہوتا ہے (۱) ملازم کی بنیادی تنخواہ سے کاٹی گئی رقم (۲) ادارے کی طرف سے کٹوتی کے بقدر ملایا گیا عطیہ (۳) ان دونوں رقوں کو کسی سودی / غیر سودی بینک یا کسی جائز / ناجائز کاروبار میں لگا کر حاصل کیا گیا نفع یا سود۔

نیز واضح رہے کہ:
(۱)۔۔ آجکل بیشتر ادارے پراویڈنٹ فنڈ اپنی تحویل میں نہیں رکھتے بلکہ اسکے لئے ایک ٹرسٹ بناتے ہیں جسمیں انکے ملازمین کی پراویڈنٹ فنڈ کی رقم رکھی جاتی ہے۔ ٹرسٹ کی تحویل میں دینے سے پہلے ملازم سے ایک درخواست فارم پر کروایا جاتا ہے، جسکے ذریعہ ملازم ٹرسٹ کے منتظمین (Trustees) کو براہ راست مخاطب کرکے انکو اختیارات سپرد کرتا ہے۔ نیز اس ٹرسٹ کی تحویل میں دی گئی رقم کو ادارہ اپنی ملکیت تصور نہیں کرتا اور نہ ہی اس رقم سے اپنے کسی نقصان کی تلافی کرنے کا اسکو اختیار ہوتا ہے۔ ادارے کے مالکان حصص (شیئر ہولڈرز) کا بھی اس میں کوئی حق نہیں سمجھا جاتا اور اس فنڈ کی رقم میں کوئی نقصان ہو جائے تو یہ ملازمین کا نقصان ہی شمار ہوتا ہے۔

(۲)۔۔ جبکہ بعض اداروں میں اسکے برعکس یہ بھی ہوتا ہے کہ ادارہ ملازم سے اجازت لئے بغیر ہی فنڈ کی رقم کاٹ کر ٹرسٹ کی تحویل میں دیدیتا ہے، جبکہ بعض ادارے ٹرسٹ میں رکھنے کے بجائے اسکو اپنی تحویل میں ہی رکھتے ہیں۔ اداروں کی ان دونوں صورتحال کو سامنے رکھ کر درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

(۱)۔۔ کیا ملازم کیلئے یہ پراویڈنٹ فنڈ کی تینوں قسم کی رقوم وصول کرنا جائز ہے؟

(۲)۔۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ملازم کو ریٹائرمنٹ کے موقع پر دی جاتی ہے، اس سے پہلے ملازم کو عموماً یہ رقم وصول کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ آیا ملازم پر سال بہ سال اس رقم کی زکوٰۃ لازم ہوگی یا نہیں؟

محمد عبد الصمد، لانڈھی۔ رابطہ نمبر: ۰۲۱-۳۵۱۲۳۰۳۰

## الجواب حامدا ومصلیا

(۱)۔۔ سوال میں ذکر کردہ تین قسم کی رقموں میں سے پہلی اور دوسری قسم کی رقم (یعنی ۱۔ کٹوتی کی اصل رقم اور ۲۔ وہ اضافی رقم جو محکمے نے اپنی طرف سے شامل کی ہے) وصول کرنا تو بلاشبہ جائز ہے، بشرطیکہ ملازم کی اصل ملازمت جائز ہو۔ البتہ تیسری قسم کی رقم (مذکورہ بالا دونوں قسم کی رقموں پر ملنے والے نفع) کا حکم اداروں کے صورتحال کے لحاظ سے مختلف ہے، جسکی تفصیل یہ ہے کہ:

(الف)۔۔ جن اداروں میں پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ادارے کے اپنے اکاؤنٹ کے بجائے الگ ٹرسٹ میں رکھی جاتی ہے اور یہ ٹرسٹ قانوناً مستقل مالی حیثیت کا مالک ہو، جسکی حیثیت مستقل شخص معنوی کی ہو، ادارے کا مملوک اور اسکا ذیلی شعبہ نہ ہو اور ملازمین ہی کے نمائندے اسکے ٹرسٹی ہوں، نیز ادارہ نے ملازمین کی درخواست پر ہی پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ٹرسٹ کی تحویل میں دی ہو تو اس صورت میں یہ ٹرسٹ ملازمین کا وکیل و نمائندہ سمجھا جائے گا اور ٹرسٹ کا قبضہ ملازمین

کا قبضہ سمجھا جائے گا، اور اسکے تصرفات خود ملازم کے تصرفات سمجھے جائیں گے، لہٰذا اس صورت میں یہ تیسری قسم کی رقم اگر کسی ناجائز کاروبار سے حاصل کی گئی ہو یا کسی سودی بینک سے سود (انٹرسٹ) کے طور پر حاصل کی گئی ہو تو اس صورت میں ملازم کیلئے یہ رقم وصول کرنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ رقم کسی جائز کاروبار میں لگا کر حاصل کی گئی ہو یا مستند غیر سودی بینک میں رکھ کر حاصل کی گئی ہو تو پھر اسے وصول کرنا جائز ہے۔

(ب)۔۔ البتہ جن اداروں میں پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ملازم کی اجازت کے بغیر ٹرسٹ کی تحویل میں دیدی جاتی ہو یا ٹرسٹ میں رکھوانے کے بجائے ادارے کے اپنے اکاؤنٹ میں ہی رکھی جاتی ہو اور اسکا نفع بھی ادارے کے مرکزی اکاؤنٹ میں ہی جمع ہوتا ہو، جس میں عموماً حلال رقم غالب ہوتی ہے تو اس صورت میں اگر پراویڈنٹ فنڈ کی کٹوتی اختیاری ہو تو مشابہت ربا کی وجہ سے اس رقم کو یا تو وصول ہی نہ کیا جائے اور اگر وصول کرلی ہو تو صدقہ کردی جائے۔

البتہ اگر پراویڈنٹ فنڈ کی کٹوتی جبری کی گئی ہو تو اس (ب) والی صورت میں نفع کی رقم ملازم کیلئے ادارے سے وصول کرنے کی گنجائش ہے، اگرچہ ادارے نے خود یہ نفع کسی ناجائز کاروبار یا سودی بینک میں رکھ کر حاصل کیا ہو (لأن قبول الهدية من المال المخلوط جائز إذا كان بقدر الحلال أو لا يعلم قدر الحلال ولم يتيقن كونه من الحرام) مگر ادارے کی انتظامیہ کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ ادارے کی رقوم کی ناجائز جگہوں میں سرمایہ کاری نہ کرے۔

فقه البيوع – (١ / ١٠٣٨)

والخلاصة أنّ الغاصب إن خلط المغصوبَ بماله، ملكه وحلّ له الانتفاع بقدر حصّته على أصل أبي حنيفة ومحمّد رحمه الله تعالى. فإن باعه أو وهبه بقدر حصّته، جاز للآخذ الانتفاع به. أمّا إذا باع أو وهب بعد استنفاد حصّته من الحلال، فيدخل في الصّورة الثّانية الّتي كلُّ المخلوط فيها مغصوب، ولايحلّ له الانتفاعُ به، ولاللّذي يشتري أو يتّهب منه حتّى يؤدّى البدلَ إلى المغصوب منه. فأمّا إذا لم يعلم الآخذ منه كم حصّة الحلال في المخلوط، يعمل بغلبة الظّنّ، فإن غلب على ظنّه أنّ قدرَ مايتعامل به حلالٌ عنده، فلابأس بالتعامل ... وبما أنه قد يتعسّر معرفة قدر الحلال في المال المخلوط، أو معرفة أن الغاصب استنفد ما فيه من الحلال، فلا شك أن الورع الاجتناب إلا إذا كان الغالب فيه حلالا، ولكنه من باب الورع، لا الفتوى، والله سبحانه وتعالى أعلم.

الفتاوى التاتارخانية، كتاب الغصب، الفصل الخامس(١٦ / ٤٧٥)

غصب عشرة دنانير، فألقى فيها دينارًا، ثمّ أعطى منه رجلاً ديناراً، جاز، ثمّ ديناراً آخر، لا.

﴿۲﴾۔۔ نمبر (۱) میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق جن اداروں میں پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ادارے کے اپنے اکاؤنٹ کے بجائے الگ ٹرسٹ میں رکھی جاتی ہے۔ اسکے لئے ملازمین سے درخواست فارم بھی پُر کروایا جاتا ہے۔ اسکے بعد ہی پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ٹرسٹ کی تحویل میں دی جاتی ہو تو اس صورت میں ملازمین پر انکے پراویڈنٹ فنڈ کی رقم کی زکوٰۃ لازم
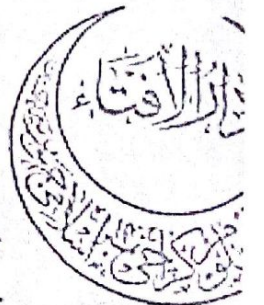
البتہ جس ادارے میں یہ رقم خود ادارے کی تحویل میں ہی رہتی ہو یا ٹرسٹ کی تحویل میں رہتی ہو لیکن ٹرسٹ کی تحویل میں دینے کیلئے ملازم نے درخواست نہ دی ہو بلکہ ادارے نے ازخود یہ رقم ٹرسٹ کی تحویل میں دے دی ہو تو اس صورت میں مفتی بہ قول کے مطابق وصولی سے پہلے ملازم پر اس رقم کی زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی، جیسا کہ رسالہ "پراویڈنٹ فنڈ" میں یہ حکم تحریر کیا گیا ہے۔

الفتاوى الهندية ، رشيدية – (٣ / ١٣)

والتصرف في الأثمان قبل القبض والديون استبدالا سوى الصرف والسلم جائز عندنا كذا في الذخيرة وذكر الطحاوي أنه لا يجوز التصرف في القرض قبل القبض قال القدوري في كتابه هذا سهو والصحيح أنه يجوز كذا في المحيط

البحر الرائق ، دارالكتاب الاسلامي – (٦ / ١٢٩)

قوله (وصح التصرف في الثمن قبل قبضه) ....وأشار المؤلف بالثمن إلى كل دين فيجوز التصرف في الديون كلها قبل قبضها من المهر، والإجارة، وضمان المتلفات سوى الصرف والسلم كما قدمناه، وأما التصرف في الموروث، والموصى به قبل القبض فقدمنا جوازه.

الفتاوى الهندية ، رشيدية – (٤ / ٢٨٦)

(ومنها) أن يكون رأس المال عينا لا دينا فالمضاربة بالديون لا تجوز ....ولو كان الدين على ثالث فقال له اقبض مالي على فلان فاعمل به مضاربة جاز كذا في الكافي.

إذا كان لرجل على آخر ألف درهم دين فقال الآخر اقبض ديني من فلان واعمل به مضاربة فقبض بعضه وعمل فيه جاز .....في فتاوى رشيد الدين لو قال لمديونه ادفع الدين الذي لي عليك إلى فلان ليشتري فلان كذا ويبيع على أن ما يحصل من الربح بيننا نصفين فدفع صح ذلك مضاربة كذا في الفصول العمادية.............

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد طلحہ ہاشم عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۵/جمادی الثانیہ/۱۴۳۸ھ

۲۵/مارچ/۲۰۱۷ء

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۲۵-۶-۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالرؤف سکھروی

۲۶-۶-۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

۱۴۳۸/۶/۲۸

الجواب صحیح

الجواب صحیح